بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

004-08: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات:37-40)

سورۃ النساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ وَيَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَيَكۡتُمُوۡنَ مَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ‌ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابًا مُّهِيۡنًا ۚ‏ ﴿۳۷﴾﴾

(النساء:37)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ﴾: وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں۔

اور بخل سے مراد ہر وہ چیز اس لفظ میں شامل ہے جس کا دینا لازم ہوتا ہے اور کوئی اُسے دینے میں کوتاہی کرتا ہے اور کنجوسی کرتا ہے چاہے مال ہو چاہے علم ہو چاہے کوئی بھی چیز ہو جس کو خرچ کرنا لازم ہوتا ہے واجب ہوتا ہے اور کوئی شخص اُس میں کنجوسی کرے اور اُسے نہ دے اسے بخل کہتے ہیں۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بخل کا تعلق صرف مال سے ہے کوئی دلیل جانتا ہے کہ بخل کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے اس سے وسیع معنی ہے؟ درود کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ درود نہ بھیجے وہ کیا ہے؟ بخیل ہے۔ تو بخل کا معنی صرف مال و دولت سے زیادہ وسیع ہے۔

﴿الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ﴾: وہ جو بخیلی کرتے ہیں اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا اُن لوگوں کا جن کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا﴾ (بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا جو مختال اور فخور ہو (تکبر کرنے والا گھمنڈ کرنے والا فخر کرنے والا اپنے اوپر)) (النساء:36)۔

اب اِن لوگوں میں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں یہ لوگ بھی شامل ہیں: ﴿الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ﴾: خود بخیلی کرتے ہیں، مال و دولت میں بخیلی ہے یا اگر صاحب علم ہیں تو علمی بخیلی ہے علم بھی آگے نہیں پہنچاتے تو یہ بھی اس میں شامل ہیں کیونکہ جو یہودی تھے اُس زمانے میں یہودیوں کے پاس علم تھا اور سب سے بڑی بات جو اُن کی کتابوں میں موجود تھی (تورات اور انجیل میں یہود و نصاریٰ کے پاس) یہ خبر تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں عرب میں سے ہوں گے نام تک بھی موجود تھا وہ جانتے بھی تھے، یقیناً جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے

رسول ہیں لیکن ضد میں آکر بغض اور نفرت کی وجہ سے اور اپنے اس روش کی وجہ سے کہ یہ یہود و نصاریٰ میں سے نہیں ہے بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے اس لیے ہم نہیں مانتے تو اس (نعوذ باللہ) حقیقت کو جھٹلا دیا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ﴾: اللہ تعالیٰ ان کو بھی پسند نہیں کرتا جو خود بخل کرتے ہیں، ﴿وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ﴾: اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم بھی دیتے ہیں ان کو سکھاتے سمجھاتے بھی ہیں کہ بخل کیسے کرنا ہے۔

﴿وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه﴾: اور چھپاتے ہیں وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کو دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انسان کو بہت کچھ دیتا ہے اس میں مال و دولت بھی شامل ہے علم نافع بھی شامل ہے لیکن اُسے چھپاتے ہیں اُس کا حق ادا نہیں کرتے جب کوئی ایسا کام کرے:

﴿وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۳۷﴾: اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب۔

یہ کام جو ہے یہ کافر کیا کرتے ہیں عمومی طور پر، علم کی بخیلی میں حد سے تجاوز کر کے جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں اس میں کوتاہی ہو جاتی ہے جو فرض حقوق ہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان درست نہیں ہوتا یا ارکان ایمان پر درست نہیں ہوتا یا کفر کا کوئی راستہ بھی وہ اختیار کر لیتے ہیں اور حقیقت کو چھپاتے ہیں حق کو چھپاتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے کیا ہے نصاریٰ نے کیا ہے مشرکین عرب نے بھی ایسا کیا ہے (نعوذ باللہ) تو اُن کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾۔

تو جو کافر نہیں ہیں اُن کو سمجھنا چاہیے اہل ایمان کے لیے یہ پیغام ہے کہ کیونکہ تم لوگ کفر سے دور ہو، تو تمہیں ہر وہ راستہ اختیار کرنا چاہیے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں میں شامل کر دے، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں تو مومن کے ایمان کا یہ تقاضہ ہے کہ ہر اُس راستے سے اجتناب کرے اور دوری اختیار کرے جس راستے سے یا جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے یا اللہ تعالیٰ ان کو ناپسند کرتا ہے اور عذاب مہین ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اور عذاب مہین سے (نعوذ باللہ)۔

جب بات بخل کی آئی اور مال کی بھی آئی اس میں کیونکہ بخل مال سے عمومی طور پر ہوتا ہے اور لوگ اکثر یہی جانتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا ۝۳۸﴾: (النساء:38)

﴿وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ﴾: اور وہ لوگ جو اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

﴿رِئَاۗءَ النَّاسِ﴾: دکھاوے کے لیے ریاکاری کرتے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ان کو بھی پسند نہیں کرتا جو لوگ ریاکاری سے کام لیتے ہیں دکھاوے کے لیے کوئی عبادت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو ناپسند کرتا ہے؛ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت محبت کا بھی ثبوت ملتا ہے اور اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

اہل بدعت نے اس کا انکار کیا ہے کہ محبت کے لیے شفقت کا ہونا دل کی نرمی کا ہونا لازمی ہے پھر دل کا ہونا لازمی ہے پھر یہ لازمی ہے پھر وہ لازمی ہے اس لیے محبت اللہ تعالیٰ کر ہی نہیں سکتا! (نعوذ باللہ)۔

اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اور قرآن مجید میں کئی آیات ہیں جن میں یہ پیغام موجود ہے مکمل وضاحت کے ساتھ "کہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے" اللہ تعالیٰ کی صفات کمال میں سے ایک صفت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اُن لوگوں کو جو نان و نفقہ تو کرتے ہیں خرچ تو کرتے ہیں لیکن لوگوں کے دکھاوے کے لیے۔

"الریاء": ریاکاری جو ہے یہ شرک اصغر ہے اسے شرک خفی بھی کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اور بہت ہی موذی مرض ہے، اللہ تعالیٰ کی پناہ اس مرض سے اور تمام ایسے امراض سے جو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیں (آمین)؛ بعض لوگوں کو یہ بیماری ہے (نعوذ باللہ) کہ جب کوئی عمل کرتے ہیں تو لوگوں کے دکھاوے کے لیے کرتے ہیں۔

صحیح مسلم کی معروف حدیث ہے کہ سب سے پہلا عذاب جو ملے گا میدان محشر میں جو لوگ سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوں گے وہ تین قسم کے لوگ ہوں گے ان میں سے: ایک وہ ہوگا جو قرآن پڑھتا ہوگا، دوسرا وہ ہوگا جو خرچ کرتا ہوگا، تیسرا وہ ہوگا جس نے جہاد کیا ہے۔

ظاہراً تو اچھے اعمال ہیں اور ان سے سوال ہوگا کہ:

1-تم نے قرآن پڑھا ہے کس لیے پڑھا ہے اس لیے کہ لوگ کہیں یہ قاری ہے؟!

دیکھیں اللہ تعالیٰ دل کے حالات پوشیدہ حالات ہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ہم نہیں جانتے ہمارے سامنے تو یہ شخص قاریٔ قرآن ہے اس کے دل میں کیا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے ہمارا حسن ظن ہے کہ یہ اچھا انسان ہے حافظ قرآن ہے اور قرآن کی تلاوت بھی کرتا ہے پڑھتا بھی ہے پڑھاتا بھی ہے تو ہمارا حسن ظن ہے کسی پر شک کرنا جائز نہیں ہے اِلّا یہ کہ یقیناً کوئی چیز اس سے سرزرد ہو جائے یا سامنے آجائے۔

یہ معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد ہیں اس لیے یہ سخت عذاب جو ہے سب سے پہلے جہنم میں یہ لوگ داخل ہوں گے وجہ کیا ہے؟ کیونکہ ظاہراً کچھ اور تھا باطن میں کچھ اور ہے۔ تو یہ کہا جائے گا کہ تم نے قرآن تو پڑھا ہے لیکن لوگوں کے دکھاوے کے لیے تاکہ لوگ کہیں کہ یہ اچھا قاری ہے لوگوں نے کہہ دیا یعنی تمہارا مطلب دنیا میں پورا ہو گیا: "خُذُوهُ إِلَى النَّار": اسے جہنم میں داخل کر دو۔

2-اور جو شخص جہاد کرتا تھا تو یہی کہا جائے گا کہ تم نے کیوں کیا؟ وہ کہے گا کہ اللہ کے راستے میں میں نے زندگی گزاری اور جہاد کرتا رہا، کہا جائے گا کہ تم نے یہ جھوٹ بولا ہے تم نے اس لیے یہ کاروائی کی جس کو تم جہاد کہہ رہے ہو تاکہ لوگ کہیں کہ تم بہادر ہو "شجاع" اور کہا گیا یعنی تمہارا مقصد دنیا میں پورا ہو گیا ہے: "خُذُوهُ إِلَى النَّار"۔

3-اور تیسرا جو ہمارا موضوع ہے کہ وہ شخص جس کو اللہ نے کہا کہ میں نے تمہیں مال دیا، مال کا کیا کیا تم نے؟ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے راستے میں خرچ کرتا رہا ہوں میں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے جھوٹ بولا ہے تم نے خرچ تو کیا ہے لیکن لوگوں کے دکھاوے کے لیے تاکہ لوگ کہیں یہ سخی ہے اور لوگوں نے کہہ دیا کہ تم سخی ہو: "خُذُوهُ إِلَى النَّار": اسے جہنم میں داخل کر دو (نعوذ باللہ)۔

تو ریاکاری جو ہے ایک (نعوذ باللہ) مرض ہے جس سے جو نیکیاں ہیں وہ ختم ہو جاتی ہیں، ریا کے ساتھ کوئی نیکی باقی نہیں رہتی۔

"إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ": اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے"؛ نیت میں کھوٹ ہے تو عمل بھی وجود سے مٹ جاتا ہے وہ عمل بھی موجود نہیں رہتا باقی کوئی نیکی ریاکاری کے ساتھ ٹھہر نہیں سکتی۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾: اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی پسند نہیں کرتا ہے۔

اور اصل خرابی جو ہے جس کی وجہ سے ریاکاری ہو رہی ہے جس کی وجہ سے بخل ہو رہا ہے اور تکبر گھمنڈ یہ ساری چیزیں جو ہیں اصل مرض جو ہے اصل خلا جو ہے وہ ایمان میں ہے "اللہ تعالیٰ پر ایمان" جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ان کو بھی ناپسند کرتا ہے اور پھر ان لوگوں سے کوئی خیر کی آپ توقع نہیں کر سکتے۔

جو بے ایمان ہوتا ہے اس سے آپ خیر کی توقع نہیں کر سکتے کیوں؟ کیونکہ ایمان یہ وہ ہتھیار ہے اور یہ خوبصورت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص انعام اور احسان ہے انسان پر جو مومن ہے، جس سے انسان کی دنیا اور آخرت سنور جاتی ہے، انسان کی پہچان اُس کی شکل وصورت نہیں ہے اُس کی مال ودولت نہیں ہے وہ تو ربّ کا دیا ہوا ہے انسان کی اصل پہچان اُس کا ایمان ہے اُس کا عمل ہے اُس کے حسن اخلاق ہیں جن کی اساس ایمان ہے۔

تو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آخرت پر ایمان بہت ضروری ہے ارکان ایمان میں سے یہ دو بڑے اہم رکن ہیں، ارکان ایمان چھ (6) ہیں جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے سیدنا عمر بن خطاب روایت کرتے ہیں جبریل اُمین علیہ الصلاۃ والسلام جو ہیں وہ خوبصورت انسان کی شکل میں آتے ہیں، اور لمبی حدیث ہے اس میں اسلام کیا ہے؟ ایمان کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ سوال کیے جاتے ہیں پھر قیامت کی نشانیوں کے بارے میں سوال کیے جاتے ہیں جب ایمان کے تعلق سے سوال کیا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا: "الإِيمَانُ، أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ" (اللہ تعالیٰ پر ایمان، اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان، اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان، اللہ تعالیٰ کے انبیاء پر ایمان، آخرت پر ایمان، اور تقدیر پر اچھی ہو یا بُری ہو)۔

تو یہ ارکان ایمان چھ (6) ہیں سب سے پہلا رکن اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کی جب ہم بات کرتے ہیں تو چار چیزوں کے مجموعے سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا جاتا ہے:

1-اللہ تعالیٰ موجود ہے۔

2-اللہ تعالیٰ واحد سچا ربّ ہے (اسے توحید ربوبیت بھی کہتے ہیں)۔

3-اللہ تعالیٰ واحد سچا معبود ہے (اسے توحید عبادت یا توحید الوہیت بھی کہتے ہیں)۔

4-اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ وصفات الکمال ہیں اللہ تعالیٰ ان اسماء الحسنیٰ اور صفات الکمال میں بھی ایک ہے اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں ہے:

﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ﴾ (اللہ تعالیٰ جیسی کوئی چیز بھی نہیں اللہ تعالیٰ خوب سننے والا ہے خوب دیکھنے والا ہے)

(الشوریٰ:11)۔

اوراس کی تفصیل آپ جو دروس موجود ہیں ویب سائٹ (Website) پر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کیسے لایا جاتا ہے اس کی مزید تفصیل اور دلائل کی روشنی میں مکمل وضاحت الحمدللہ موجود ہے۔

آخرت پر ایمان بھی ارکان ایمان کا جو پانچواں رکن ہے اور اس پر ایمان لانا بھی فرض ہے (اگر ارکان ایمان میں سے ایک رکن پر بھی ایمان نہیں ہے تو کوئی شخص مسلمان ہو ہی نہیں سکتا اس لیے ان کو ارکان ایمان کہا جاتا ہے) آخرت پر ایمان سے مراد یعنی ہر وہ چیز ہے مرنے کے بعد جو ہونے والی ہے جس کی دلیل قرآن اور سنت میں موجود ہے اور اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

ہر وہ چیز جو مرنے کے بعد قرآن اور سنت میں صحیح دلائل میں موجود ہے جس کا تعلق مرنے کے بعد انسان کے ساتھ جو ہونے والا ہے قیامت اور اس کے بعد جنت اور دوزخ تک جو معاملات ہیں ان تمام چیزوں پر ایمان رکھنا فرض ہے اسے کہتے ہیں "الایمان بالیوم الآخر": یوم آخرت سے مراد آخری دن اس کے بعد کوئی دن نہیں ہوگا۔

جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو اس دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا، دنیا کے خاتمے سے دنیا ختم ہو جائے اور تمام جو زندہ چیزیں ہیں وہ ختم ہو جائیں گی "اِلا ماشاءاللہ سبحانہ وتعالیٰ"۔

اور پھر اس کے ساتھ بہت ساری چیزیں ہیں لفظ تو ایک ہی ہے "الایمان بالیوم الآخر" ہے لیکن اس کے ساتھ تقریباً تیرہ (13) چیزیں ہیں جن پر ایمان لایا جاتا ہے جن کا ذکر میں پہلے دروس میں کر چکا ہوں، یعنی:

(۱) موت سے شروع ہوتا ہے کہ موت حقیقت ہے کافر کو بھی یقین ہے موت کا، اگر اس کو آپ شامل کریں یا نہ کریں آپ کی مرضی ہے لیکن کافر بھی اس موت کا انکار نہیں کر سکتا، اس کے بعد:

(۲) پھر قبر کا مرحلہ ہے قبر میں جو سوال ہوں گے قبر میں جو جزاء یا ثواب یا سزا ہوگی سب پر ایمان لانا فرض ہے، اس کے بعد:

(۳) دوبارہ زندہ ہوں گے "البعث"، بعث پر ایمان فرض ہے ایمان لازمی ہے، اس کے بعد:

(۴) اس کے بعد میدان محشر میں جو بھی ہولناکیاں ہیں جو بھی ہوگا اس انسان کے ساتھ جب دوبارہ زندہ ہوگا میدان محشر میں کیا ہوگا اس پر ایمان لانا فرض ہے، اس کے بعد:

(۵) پھر حوض کوثر ہے۔

(۶) ترازو ہے۔

(۷) پل صراط ہے۔

(۸) دوزخ ہے۔

(۹) جنت ہے۔

(۱۰)شفاعت ہے۔

یہ ساری چیزیں جو ہیں ان کا تعلق "الایمان بالیوم الآخر" سے ہے اور ان سب پر ایمان لانا فرض ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ۝۳۸﴾: اور جس کا شیطان ساتھی ہو تو وہ بُرا ساتھی ہے۔

یہ ساری جو نافرمانیاں ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور آخرت پر ایمان کی نفی جو کی گئی ہے کہ ایمان نہیں رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر، یا یوم آخرت پر، یا بخل سے کام لیتے ہیں، یا ریاکاری کرتے ہیں، یا مختال اور فخور ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کا شیطان ساتھی ہے انہوں نے رحمٰن کے راستے کو چھوڑ کر شیطان کا راستہ اختیار کیا ہے شیطان کو اپنا دوست بنایا ہے اور جس کا شیطان دوست ہو تو شیطان بہت ہی بُرا ساتھی ہے، سب سے بدترین ساتھی اگر کوئی ہے اس دنیا میں تو وہ شیطان ہے۔

شیاطین دو قسم کے ہیں: (۱)شیاطین الانس (۲)اور شیاطین الجن۔

ابلیس سب سے بڑا ملعون اور شیطان ہے اور پھر اس کے بعد جو اس کی ذرّیت ہے شیاطین میں سے وہ اس میں شامل ہے کیونکہ جو جِن ہیں وہ دو قسم کے ہیں: (۱)اہل ایمان بھی ہیں (۲)اہل کفر بھی ہیں۔

شیطان لفظ جو ہے "شیطان" یہ صیغ المبالغہ ہے۔

جیسے رحمٰن رحمت سے صیغ المبالغہ ہے "بہت زیادہ" اس میں یعنی "بہت ہی زیادہ" کا معنی شامل ہوتا ہے۔

"عطشان" بہت زیادہ پیاس سے، عطش سے عطشان۔ اسی طریقے سے یہ جو شیطان کا لفظ ہے "شَطَنَ" جو اللہ تعالیٰ سے دور ہو، تو شیطان بہت ہی زیادہ دوری اختیار کرنے والا ہے اپنے ربّ سے (نعوذ باللہ)۔

تو جس کا شیطان دوست ہو قرین ہو (قرین کہتے ہیں ایسا دوست جو آپ کو چھوڑتا نہیں ہے) کیونکہ عربی میں لفظ صاحب ہے تو قرین کب کہا جاتا ہے صاحب کو؟ جو بہت زیادہ قریب ہو جائے اور آپ کے سائے کی طرح آپ کا پیچھا نہ چھوڑے آپ کا قرین ہے اُٹھنے بیٹھنے میں ہر جگہ پر آپ کے ساتھ ہے۔

تو جو شیاطین ہیں شیاطین الجن اور شیاطین الانس اور شیاطین الانس زیادہ خطرناک ہیں شیاطین الجن سے یہ وہ شیطان ہیں جو آپ کے ساتھ ہیں آپ کے جیسے ہیں آپ کو دیکھتے بھی ہیں، اُٹھتا بیٹھتا بھی ہے لیکن آپ کو ربّ سے دور کر دیتا ہے آپ کی غلطی پر آپ کی نافرمانی پر آپ کو آگاہ نہیں کرتا ہے خبر دار نہیں کرتا ہے ربّ سے ڈراتا نہیں ہے بلکہ اپنے ساتھ آپ کو بھی بُرائی کی طرف کھینچ لیتا ہے۔

"الصّاحِبُ صَاحِب" کہتے ہیں، "صاحب صحابۃ" (کھینچنے والا) تو دوست ہمیشہ کھینچ کر رہتا ہے۔

اگر آپ اچھے انسان ہیں آپ نہیں کھینچ سکتے بُرے انسان کو تو وہ آپ کو کھینچ لے گا اس لیے اپنے دوست دیکھ لیں کہ آپ کے دوست کون ہیں خصوصی طور پر جو ٹین ایجر (Teenager) ہیں یہ بڑی خطرناک عمر ہوتی ہے ایک نازک زندگی کا مرحلہ ہے اس میں اکثر ہمارے بیٹے اور بیٹیاں جو ہیں اپنے اچھے دوست کا انتخاب نہیں کر پاتے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اچھے دوست ہیں جو ہماری بُرائی چھپاتے ہیں جو ہمیں ٹوکتے نہیں

ہیں (ٹوکنے سے مراد جو ہمیں نصیحت نہیں کرتے) اگر ہم سے کوئی بُرائی ہو جائے کوئی خطاء ہو جائے تو خاموشی اختیار کرتے ہیں یا خوش ہو جاتے ہیں یا شاباشی دیتے ہیں یا کم سے ہماری اس بُرائی کو کسی اور کے سامنے بیان نہیں کرتے اور ہم سب مل کر وہ بُرائی کرتے رہتے ہیں۔

بُرائی کا تصور اُن کے نزدیک، وہ برا ہے جس کو وہ بُرا سمجھتے ہیں اور وہ اچھائی جس کو وہ خود اچھا سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اچھا کیا بُرا فرمایا ہے اُس کی ضرورت اُن کو نہیں پڑتی اور نہ اُن کو کوئی علم ہے اس کا، تو ایسی عمر میں دیکھیں کہ آپ کے دوست کون ہیں۔

شیاطن الجن آپ آیت الکرسی پڑھتے ہیں دوڑ جاتے ہیں آذان ہوتی ہے شیاطین الجن دوڑ جاتے ہیں لیکن شیاطین الانس کیا ہوتے ہیں؟ وہ آذان بھی آپ کے ساتھ پڑھتے رہیں گے آیت الکرسی بھی پڑھتے رہیں گے آپ کے ساتھ لیکن بہت ہی بڑے دشمن ثابت ہو سکتے ہیں تو دونوں شیاطین سے بچنا چاہیے خصوصی طور پر وہ شیطان جو آپ کے بہت زیادہ قریب ہے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے خبردار نہیں کرتا آگاہ نہیں کرتا بلکہ خود بھی گناہ کرتا ہے اور آپ کو بھی گناہ کی طرف کھینچ لیتا ہے۔

سب سے بڑی مثال اور میں سمجھتا ہوں کہ جو انسان کو سب سے بڑی ہلاکت کی طرف دھکیل دیتی ہے ایک مشہور و معروف قصہ صحیح بخاری میں ابو طالب کا قصہ (ابو طالب کے ساتھی کون ہیں؟ ابو جہل اور اس کے ہم نوالے ہم پیالے) کہ آخری وقت ہے بستر مرگ پر ہیں ایک طرف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہیں اور ایک جملہ بار بار دہرا رہے ہیں "اے میرے چاچا! ایک مرتبہ کہہ دیں لا إله إلا الله میرے پاس کوئی حجت ہو آپ کی شفاعت تو کروں اللہ تعالیٰ کے ہاں، ایک مرتبہ کہہ دیں بس لا إله إلا الله"؛ دوسری طرف ابو طرف ابو جہل کھڑا ہے اس کا ساتھی کھڑا ہے ساتھ کہتے ہیں کہ کیا اپنے بھتیجے کی بات مان کر اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دو گے؟! پھر وہی جملہ بار بار دہراتے ہیں، آخری جملہ تھا "علی ملّة عبدالمطلب" (میں اپنے باپ دادا عبدالمطلب کی ملت پر مر رہا ہوں)۔

وہی آخری الفاظ تھے! یہ دیکھیں بُرے دوست ہیں یہ شیاطین الانس ہیں جو مرتے دم تک آپ کو نہیں چھوڑتے خود بھی جہنم رسید ہو رہے ہیں اور اس کو بھی جہنم میں لے کر گئے ہیں! (نعوذ باللہ)۔

صحیح مسلم کی حدیث میں کیا آیا ہے؟ سب سے کم عذاب اس شخص کو ملے گا جس کے پاؤں تلے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے اور اس کا دماغ ابل جائے گا ابو طالب ہیں؛ ایک طرف اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے گھر میں پرورش حاصل کی ہے کافی غمزدہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان تھے کہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لیں خواہش تھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لیکن بُرے دوستوں کا اثر دیکھیں کہ اپنے ساتھ کھینچ کر لے گئے!

اس لیے الصّاحِبُ صَاحِب کیوں کہتے ہیں؟ دوست کھینچ کر لے جاتے ہیں آپ کو، جو آپ کے جتنا زیادہ قریبی دوست ہے اتنا ہی زیادہ آپ کو کھینچے گا!

اور پھر قوم کے سردار تھے تو لوگ کیا کہیں گے یہ بھی ایک مسئلہ تھا! لوگ کون تھے؟ یہی جو ہم نوالے ہم پیالے یہی بُرے ساتھی تھے بُرے دوست تھے!

توہمیشہ انسان کو چاہیے کہ اپنے ساتھی اپنے دوست ایسے مقرر کرے جن سے ربّ خوش ہو جائے اور وہ ایسے ساتھی ہوتے ہیں جو آپ کو اپنے ربّ کے قریب کر دیتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَاذَا عَلَيۡهِمۡ لَوۡ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ‌ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمۡ عَلِيۡمًا ۞﴾ (النساء:39)

اور اُن کا کیا نقصان ہوتا﴿وَمَاذَا عَلَيۡهِمۡ﴾ یعنی یہ جو نافرمانی کرتے ہیں بے ایمانی کرنے والے ہیں ربّ پر ایمان نہیں ہے آخرت پر ایمان نہیں ہے یہ سارے گناہ اور نافرمانیاں کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی اور بغض کی وجہ بنے ہوئے ہیں نفرت کی وجہ بنے ہوئے ہیں اُن کا کیا جاتا ﴿وَمَاذَا عَلَيۡهِمۡ﴾ اُن کا کیا نقصان ہوتا۔

﴿لَوۡ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ﴾: کہ یہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے اور آخرت کے دین پر بھی ایمان لاتے۔

ان کو پتہ ہے کہ ایمان کیسے لانا ہے کتنا مشکل کام ہے؟! چار چیزیں آپ نہیں کر سکتے؟!

اللہ تعالیٰ موجود ہے یہ تو ابلیس بھی جانتا ہے کہ موجود ہے بات ہی نہیں ہے کیا یہ کافی ہے؟ نہیں کافی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ واحد سچا ربّ ہے ابو جہل بھی جانتا ہے اللہ تعالیٰ واحد سچا ربّ ہے یہ کافی ہے؟ کافی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ واحد سچا معبود ہے یہ ابو جہل نہیں جانتا نہ جاننا چاہتا ہے نہ ماننا چاہتا ہے جانتا تو ہے کیا ثبوت ہے جانتا ہے؟

﴿مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى﴾ (الزمر:3)

(ہم بُتوں کی عبادت نہیں کرتے مگر یہ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کر دیں)

ابو جہل بھی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جائے اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے وجود کو مانتا ہے ربّ مانتا ہے خالق اور مالک مانتا ہے تب تو اللہ کی نزدیکی حاصل کرنا چاہتا ہے نا لیکن اُس کی دعا اُس کی پکار اُس کی قربانی اُس کی نذر و نیاز کس کے لیے ہے؟ اللہ تعالیٰ کے لیے بھی ہے اور ان بُتوں کے لیے بھی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں! یہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب منع کیا اور دلائل کی روشنی میں منع کیا کہ یہ شرک ہے اور کیوں شرک ہے اس کی تفصیل بیان کی ہے تب جنگ شروع ہوئی۔

تو اللہ تعالیٰ واحد سچا معبود ہے، یہی اصل توحید ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے اور وحی نازل فرمائی ہے کتابیں نازل فرمائی ہیں جنت اور دوزخ کو بھی اس لیے اللہ نے پیدا کیا ہے اگر یہ شرک نہیں ہے پھر کفر بھی نہیں ہے ایمان باقی ہے تو پھر دوزخ کس لیے ہے؟!

جنت اور دوزخ کا وجود رسالت کا وجود اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا وجود رسولوں کو مبعوث کرنا بنیادی وجہ ایک ہی ہے وہ کیا ہے؟ توحید عبادت۔

پھر اسماء و صفات اللہ تعالیٰ کی جو توحید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو پیارے نام ہیں اسماء الحسنیٰ و صفات الکمال ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے اس پر بھی ایمان لانا فرض ہے، اور آخرت پر ایمان جیسے میں نے کہا ہے ان تمام چیزوں پر ایمان لانا لازمی ہے۔

تو اُن کا کیا جاتا اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے؟!

﴿وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ﴾: اور خرچ کرتے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُن کو دیا ہے (دیکھیں دیا ہوا اللہ تعالیٰ کا ہے سب)۔

سب سے امیر انسان کو دیکھ لیں پیدا ہوا ہاتھ میں کیا تھا؟ ماں کے پیٹ سے نکلا ہاتھ میں کچھ تھا؟ کپڑے بھی نہیں تھے۔

تو یہ کپڑے کس نے دیئے؟ ماں باپ نے۔ ماں باپ کو کس نے دیا کہاں سے لائے؟ تو رزق جو بھی ہے رزق میں صرف مال نہیں ہے مال دولت ہے آپ کا علم ہے آپ کی دنیاوی زندگی میں جتنی بھی ضروریات پوری ہو رہی ہیں سب اللہ تعالیٰ کا رزق ہے، جو وسیع مفہوم ہے رزق کے لفظ کا اس میں علم بھی شامل ہے اس میں مال بھی شامل ہے دولت بھی ہے بیوی بھی ہے بچے بھی ہیں آپ کا روزگار ہے تمام چیزیں شامل ہیں۔

جب آپ کے نان نفقے کی بات ہوتی ہے اور پھر ریاکاری سے یا بخیلی سے کام لیتے ہو نہیں دیتے ہو تو رزق تمہیں دیا کس نے ہے؟! سبحان اللہ؛ سب سے پہلے (نان نفقہ بعد میں ہے خرچ بعد میں ہے زکوۃ صدقات بعد میں ہے) اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے، آخرت پر ایمان ہے تو عقیدہ سب سے پہلے ہے۔

دیکھیں ارکان اسلام پانچ ہیں سب سے پہلا رکن کیا ہے نماز ہے زکوۃ ہے روزہ ہے حج ہے سب سے پہلے کیا ہے؟

کلمہ شہادت: "شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ": سب سے پہلا رکن ہے اگر یہ رکن نہ ہو کوئی شخص نماز پڑھے؟

صحیح مسلم میں ہے سیدنا ابوذر فرماتے ہیں کہ اسلام سے تین سال پہلے نماز پڑھتا تھا میں؛ تو نماز تو وہ پڑھتے تھے۔

حج کرتے تھے کہ نہیں مشرکین عرب؟ طواف کرتے تھے کہ نہیں؟ قرآن مجید میں ہے کہ تالیاں بجاتے سیٹیاں بجاتے طواف کرتے ہوئے! تو طواف بھی کرتے تھے حج بھی کرتے تھے عمرہ بھی کرتے تھے نماز بھی پڑھتے تھے قربانی بھی کرتے تھے نذر و نیاز بھی کرتے تھے لیکن ایمان نہیں تھا مسلمان ہیں؟!

تو سب سے پہلے کیا شرط ہے؟ "شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ": ارکان اسلام کی یہ ترتیب ہے کہ سب سے پہلے ہے کلمہ شہادت اس لیے اُن کا کیا جاتا اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے اور آخرت کے دن پر بھی ایمان لاتے؟!

ایمان اپنا ٹھیک کیا عقیدہ درست ہے اب نان نفقے کی بات آئی ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کیوں نہیں کرتے ہو؟!

﴿وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمۡ عَلِيۡمًا ۝۳۹﴾: اور اللہ تعالیٰ اُن کو خوب جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کس کو کتنا دیا ہے وہ کتنا خرچ کرتا ہے نہیں کرتا ہے، اُس کے پاس کتنی وسعت ہے دینے کی یا نہ دینے کی، علم حاصل کرنے کی نہ کرنے کی ایمان لانے کی نہ لانے کی وہ کیا کرتا ہے؛ ہم کیا کر رہے ہیں ہم کیا سوچ رہے ہیں ہم کیا چھپاتے ہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

جب علم کی بات آئی ہے پچھلے درس میں میں نے بتایا ہے کہ بصر، سمع، علم، خبیر؛ دیکھیں "بصیر، سمیع، علیم، خبیر":

جب "سَمِيۡعٌ بَصِيۡرٌ" ہو سیاق اور سباق دیکھیں کوئی ظاہر چیز کی بات ہو رہی ہے۔

"سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ" ہو کوئی ایسی چیز ہے جس کا ظاہر نہیں ہے پوشیدہ ہے، شیطان کے بارے میں دیکھیں آپ جہاں پر شیطان کا ذکر ہے وہاں پر "بصیر" نہیں ہوگا "سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ" ہوگا دیکھ لیں آپ قرآن مجید میں؛ کیوں؟ نظر آتا ہے شیطان؟ تو پھر آیت کا اختتام بھی اسی طریقے سے ہے۔

جب مزید باریک بینی کی بات آتی ہے پھر "عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ " ہے۔(یہ پچھلے درس میں گزر چکا ہے)۔

اب یہاں پر کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے صفت العلم کا بھی ہمیں یہاں پر ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم ہے اور اللہ تعالیٰ کے صفات الکمال میں سے صفت العلم ہے،اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ عالم ہے اُس کے علم کی کوئی ابتداء نہیں کوئی انتہا نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے۔

اہل بدعت نے جہمیہ،معتزلہ اوران کے ہم نوالوں نے ہم پیالوں نے اللہ تعالیٰ کی صفت علم کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ علیم نہیں ہے،اوراس کی نفی کی ہے انکار کیا ہے اور اہل سنت والجماعت نے اس کا سختی سے ردّ کیا ہے دلائل کی روشنی میں اُن میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں یہ صفت بار بار بیان ہوئی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ اس سے تشبیہ لازم آتی ہے کیونکہ علم تو مخلوق کے پاس ہے مخلوق حاصل کرتی ہے،اور یہ اُن کی عقل کی خرابی ہے کیونکہ اُن کا یہ قاعدہ ہے کہ عقل نقل سے آگے ہے عقل قرآن اور سنت سے آگے ہے تو پہلے عقل پر تولو پھر ایمان رکھو۔

اوراہل سنت والجماعت کا طریقہ کیا ہے سلف صالحین کا طریقہ جو قرآن اور سنت میں بھی موجود ہے مکمل وضاحت کے ساتھ؟

قرآن مجید میں دیکھ لیں آپ سورۃالبقرۃ کی ابتداء میں دیکھیں آپ وہ کون سی صفت ہے اہل ایمان کی جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بیان کیا ہے؟﴿الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ﴾،﴿وَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ﴾:بعد میں ہے(البقرۃ:3)۔

توغیب پرایمان لازمی ہے۔

اور جوارکان ایمان ہیں اگر آپ ان پر غور کریں تعلق کس چیز سے ہے ایمان بالغیب ہے کہ نہیں؟ایمان بالغیب ہے تو ایمان کو مضبوط کرنا ہے، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یہ بندے کیا کرتے ہیں اور کس طریقے سے ایمان رکھتے ہیں۔

توالغرض اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے اور یہ صفت علم جو ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اس میں کبھی بھی مشابہت ہو ہی نہیں سکتی قاعدہ کیا ہے؟﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ‌ ۚ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ﴾:اس قاعدے کو ہمیشہ یاد رکھیں علم کے لیے یہ قاعدہ ہے، جتنی بھی صفات ہیں اللہ تعالیٰ کی یہی قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسی کوئی چیز بھی نہیں ہے تو نفی تو پہلے اللہ تعالیٰ نے کردی ہے اگر تشبیہ لازم آتی پھر السمیع البصیر کیوں فرمایا ہے؟!ایک چیز کی نفی ہے اس آیت میں ایک چیز کا ثبوت ہے:

(۱) نفی کس چیز کی ہے؟مثلیت کی مشابہت کی نفی کردی ہے۔

(۲)اور ثبوت کس چیز کا ہے؟دوصفات کا کون سی؟"السمع والبصر":اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے اور خوب دیکھتا ہے اس کا اقرار اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کو ثابت اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور نفی تشبیہ کی کی ہے۔

اس لیے جب علیم کی بات آئی ہے:

﴿لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ‌ ۚ﴾:علم میں اللہ تعالیٰ جیسا کوئی بھی نہیں ہے۔

دیکھ لیں انسان کو کیسے تشبیہ ممکن ہے؟! انسان پیدا ہوا جاہل، بڑھاپے میں پھر بھول گیا، مرا پھر سب ختم ہو گیا اللہ تعالیٰ کا علم ایسا ہے؟! مشابہت تب ہوتی ہے جب قرین ہو یا مشابہت کی کوئی گنجائش ہو یہاں پر تو سرے سے مشابہت کی کوئی ذرّہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے تو مشابہت کہاں سے آئی ہے؟ ممکن ہے؟!

مخلوقات کے علم کو دیکھ لیں آپ مخلوقات میں مشابہت ہو سکتی ہے؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

اس لیے جب مخلوقات میں تفاوت موجود ہے تو خالق اور مخلوق میں من باب اولیٰ موجود ہے اور اس کا قاعدہ جو ہے کہ عقل خود اس کا انکار کرتی ہے جس کو یہ لوگ آگے لے کر ان تمام نصوص کا انکار کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا ذکر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ایک بڑا پیارا پیغام سنیں ذرا:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۝٤٠﴾ (النساء:40)

﴿إِنَّ اللَّهَ﴾: بے شک اللہ تعالیٰ۔

﴿لَا يَظْلِمُ﴾: نہیں ظلم کرتا۔

﴿مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾: ذرّہ برابر۔

ذرّہ عربی زبان میں چیونٹیوں کو بھی کہتے ہیں، اور ذرہ غبار کو چھوٹے سے ٹکڑے پارٹیکل (Particle) کو بھی کہتے ہیں جو آپ کو نظر نہیں آتا بالکل چھوٹا سا ہوتا ہے؛ اور سائنس کے اعتبار سے ذرّہ عربی میں ایٹم کو بھی کہتے ہیں جو سب سے چھوٹی چیز ہے۔

الغرض ﴿مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾: یہ تمام معنی موجود ہیں کہ ذرّہ برابر بھی اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا یقین ہے تو پھر ڈر کس چیز کا ہے؟

تو جو نان ونفقہ دیتا ہے اللہ کے راستے میں یا علم سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے یہ بھی ایک رزق ہے نا وہ اس خوبصورت علم کو جو صحیح علم ہے آگے شیئر (Share) کرتا ہے اور لوگوں تک پہنچاتا ہے دعوت وتبلیغ کرتا ہے تو اس کا یہ اُجر کبھی ضائع نہیں ہو گا، اور جو گناہ کرتا ہے اس کا جتنا گناہ کیا ہے اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ اسے سزا نہیں دے گا۔ وہ کیسے؟

﴿وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا﴾: اگر حسنہ ہے فرمانبرداری ہے اللہ تعالیٰ اسے دگنا کر دیتا ہے "مُضاعفةُ الحَسَنات" یعنی اگر ایک نیکی کرتا ہے تو اس کا بدلہ یقیناً ایک نہیں ہے برابر نہیں ہے اس سے بڑھ کر ہے، کتنا ہے دس گنا ہے سات سو گنا اس سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔

کچھ ایسی نیکیاں ہیں جن کا اُجر بغیر حساب ہے: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر:10): سات سو گنا سے زیادہ ہے کہ نہیں؟ یقیناً زیادہ ہے۔ تو نیکی جب آپ کرتے ہیں آپ کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ نیکی ایک نہیں لکھی جارہی اس سے زیادہ بڑھ کر لکھی جارہی ہے کیونکہ اس کا کرم ہے "سبحانہ وتعالیٰ"۔

اچھا اگر کوئی بُرائی کا ذکر نہیں فرمایا لیکن بُرائی ہے: ﴿لَا يَظۡلِمُ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ﴾: جو ظلم کی پہلے نفی کر دی کہ ذرّہ برابر بھی نہیں تو بُرائی ایک لکھی جاتی ہے وہ بھی مہلت ہو جاتی ہے فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ مت لکھواسے فوراً ہو سکتا ہے میرا بندہ توبہ کرلے، لکھنے کے بعد توبہ کرلے پھر بھی مٹا دیا، کمال ہے واللہ!

یہ کہ ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ أرحم الراحمین کا ہم گناہگاروں کے ساتھ کس طریقے سے ایک خاص انعام اور احسان ہے، یہ دوسرا اہم دیکھیں کہ ہمیں گناہ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی، پھر گناہ ہو جاتا ہے توبہ نہیں کرتے **الّا من رحم الله سبحانه وتعالىٰ**:

﴿وَإِن تَكُ حَسَنَةً يُضَٰعِفۡهَا﴾: نیکی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بڑھا دے گا؛ کتنا؟ اللہ أعلم۔

یہ آپ کے اخلاص آپ کے یقین آپ کے ایمان پر منحصر ہے جتنا مضبوط ایمان سے نیکی کرتے ہو تو زیادہ اس کا أجر ہوگا، جتنا مضبوط تقویٰ سے آپ نیکی کرتے ہیں اتنا زیادہ اس کا أجر ہے۔

﴿وَيُؤۡتِ مِن لَّدُنۡهُ أَجۡرًا عَظِيمٗا ۝٤٠﴾: اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے اپنے پاس سے عظیم أجر وثواب (أجر عظیم یقین ہے)۔

سب سے بڑا أجر کیا ہے؟ جنت ہے، سب سے بڑا ثواب سب سے بڑا أجر آخرت میں جنت ہے۔

دنیا میں کیا ہے؟ دنیا میں عزت ہے، دنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، دنیا میں دل کا سکون ہے دل کا قرار ہے؛ بہت سارے بادشاہ محروم ہیں ان چیزوں سے جو نافرمان ہیں ورنہ فرمانبردار تو الحمد للہ جو متقی پرہیزگار ہیں وہ تو اس خیر سے محروم نہیں ہیں۔

أجر عظیم دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کا ضائع نہیں کرے گا اور یقین ہے آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ آپ کا ضائع نہیں کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

صحیح مسلم کی حدیث میں: "حَرَّمۡتُ الظُّلۡمَ عَلَى نَفۡسِي" (میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ کو کس نے کہا کہ اپنے اوپر حرام کرے اللہ سے بڑھ کر کوئی ہے؟! اُس کا کرم دیکھیں کہ اپنے اوپر حرام کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا۔

اور بعض جاہلوں نے کہا اللہ تعالیٰ ظلم کر ہی نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور قدرت پر شک کرنا کفر ہے یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نہیں کر سکتا؟! میرے بھائی! اللہ تعالیٰ پاک ہے ظلم سے: "حَرَّمۡتُ الظُّلۡمَ عَلَى نَفۡسِي"۔

﴿وَلَا يَظۡلِمُ رَبُّكَ أَحَدٗا﴾: (الكهف:49)۔

اور اس آیت میں: ﴿لَا يَظۡلِمُ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ﴾: ظلم نہیں کرتا۔

اس کا قدرت اور طاقت سے کوئی تعلق ہے؟!

اللہ تعالیٰ جھوٹ نہیں بول سکتا، اللہ تعالیٰ لمبا چھوٹا انسان ایک وقت میں پیدا نہیں کر سکتا، موٹا دبلا ایک وقت میں پیدا نہیں کر سکتا، یہاں تک بعض لوگوں نے کہا کہ میں ہزار چیزیں جانتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نہیں کر سکتا! اس کا تعلق کیا ہے مجھے بتائیں؟!

اللہ تعالیٰ أحکم الحاکمین ہے یہ کافی ہے مومن کے لیے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (البقرة:20) بات ہی ختم ہے!

﴿فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٦﴾﴾ (البروج:16): جو چاہے کرتا ہے ہر چیز پر قادر ہے۔

لیکن قدریہ، معتزلہ نے ایک بڑا چور دروازہ کھولا ہے یہاں سے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر نہیں ہے!

اصل میں تقدیر کے انکار کے لیے ایک لڑی یہاں تک بھی آئی ہے اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہی نہیں ہے!

کیوں قادر نہیں ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ عاجز ہے؟!

کیونکہ اصل مصیبت کیا تھی پتہ ہے معتزلہ کی؟ کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے فلاں مومن ہو اور اُس نے چاہا ہے کہ میں کافر ہونا چاہتا ہوں تو کافر کفر پر مرا جبکہ اللہ چاہتا تھا کہ ایمان پر مرے، نہیں! اللہ تعالیٰ قادر نہیں ہے تو یہ کفر پر مر گیا (نعوذ باللہ)۔

اللہ تعالیٰ کی مشیئت کا انکار کرتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾: شیء ہے قدیر ہے، شیء نہیں ہے عدم ہے ہمیں نہیں پتہ اس کا لیکن ہمیں یہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے کیونکہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ میں تمام چیزیں شامل ہیں۔

وھو أحکم الحاکمین حکمت کا یہ تقاضہ نہیں (نعوذ باللہ) کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولے اور ظلم کرے جس کی مشیئت اس کی قدرت سے طاقت سے کوئی تعلق ہی نہیں، اللہ تعالیٰ نے نفی کر دی ہے تو ہمارے ایمان کا یہ تقاضہ ہے "آمنا وصدقنا"۔

اور تمام اللہ تعالیٰ کی جو صفات ہیں جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ چار شرطوں پر ہم مانتے ہیں، ہر وہ نام اور صفت جو قرآن مجید اور صحیح حدیث میں موجود ہے ان چار شرطوں کے ساتھ:

1-"من غير تعطيل": بغیر انکار کے (یہاں پر انکار کر دیا ہے یہ سب سے پہلی شرط ہے)۔

انکار کی جرأت کس نے کی ہے کیسے ہو سکتی ہے؟! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ سمیع علیم ہے، ﴿عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ہے اور کوئی شخص کہے کہ نہیں قدیر نہیں ہے! سب سے پہلی شرط کیا ہے؟ بغیر انکار کے۔

2-دوسری ہے بغیر تکییف کے بغیر کیفیت بیان کرنے کے۔ کیسا ہے؟ نہیں! اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں کیسے ہیں اللہ أعلم۔

یہ ایمان ہے کہ دو ہاتھ ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اب کیسے ہے کیوں ہے کیسے کر سکتا ہے یہ سوال ہی نہیں ہے۔

3-بغیر تحریف کے: تحریف نہیں کریں گے، اپنے لفظ جو معنی ہے اُن ہی معنی پر ہمارا ایمان ہے کوئی اور معنی نہیں لیں گے تحریف نہیں کریں گے۔

4-بغیر تشبیہ کے بغیر مثلیت بیان کرنے کے: کہ اس میں مثلیت لازم آتی ہے تشبیہ لازم آتی ہے، نہیں!

ان تمام چار چیزوں کی نفی کے ساتھ یہ شرطیں ہیں کہ ہر اُس نام اور صفت پر جو قرآن مجید اور صحیح حدیث میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے ہمارا ایمان ہے یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

جو اہل بدعت ہیں وہ کہتے ہیں کہ نہیں! وہ عقل کو آگے کرتے ہیں پھر انکار ہوتا ہے پھر تشبیہ ہوتی ہے پھر اُس میں "تکییف" کیفیت بھی بیان کرتے ہیں اور پھر انکار بھی ہوتا ہے اور تحریف بھی ہوتی ہے، اور پھر تحریف کے بعد میں تاویل بھی لے کر آتے ہیں کہ ہم تاویل کرتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ یہ تمام چیزیں جو ہیں شرعاً جائز نہیں ہیں حرام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہے۔

اگلے درس میں پھر بیان کریں گے ان شاء اللہ ایک پیارا قصہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پسند ہے کہ کسی اور صحابی سے قرآن مجید سنیں، سیدنا عبداللہ بن مسعود سے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ؛ اور آپ جانتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود کی آواز قرأت بہت پیاری تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن جو پڑھنا چاہتا ہے اُم عبد کی طرف قرآن پڑھے (اُم عبد کون ہیں؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود ہیں)، تو بڑی اچھی قرأت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہا تو انہوں نے سورۃ النساء کی آیات پڑھنا شروع کیں جب اس آیت پر پہنچے جس کو اگلے درس میں ان شاء اللہ بیان کریں گے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ۝٤١﴾ (النساء:41): تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "حَسْبُكَ"، فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے رو رہے تھے۔

اگلے درس کا ان شاء اللہ یہیں سے آغاز کرتے ہیں کہ کیا قصہ ہے اور کس طریقے سے اس عظیم آیت میں جو پیارے پیغامات ہیں وہ کیا ہیں (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-08: سورۃ النساء کی مختصر تفسیر (آیات: 37-40) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio